# تنقید الخیالات

رسالہ سیوم
نبي یا رسول کے بیان میں *

یہہ رسالہ
## آنریبل سید احمد خانصاحب سي اس آئي
کے خیالات کے جواب میں
## پادري مولوی عمادالدین لاهز
نے مقام امرتسر میں لکھا

اور
بنظر رفاہ عام پنجاب رلیجس بک سوسیٹي کي طرف سے

الہ آباد
مشن پریس میں طبع ہوا سنہ ۱۸۸۲ ع *

جوجو صاحب لینا چاهیں لاهور انارکلي پنجاب رلیجس بک سوسیٹي کے کتب خانہ سے منگوالیں *

قیمت في جلد ۲ آنہ
معہ محصول اڑهائي آنہ

طبع اول
۲۰۰۰ جلد

# سید احمد خانصاحب کا
# تیسرا خیال
## نبي یا رسول کي ماهیت کے بیان میں

(تهذیب الاخلاق مطبوعه سنه ۱۲۹۷ هجري صفحه ۱۵۸)

وهاں نبي کا بیان سید صاحب اپني تحریر میں یوں کرتے هیں *

---

قوله صرف اخلاقي و روحاني علم کي صداقت دریافت کرنیوالے شخص کو جسمیں اُسکي صداقت دریافت کرنیکا کامل ملکه هو جو وحي و اِلهام سے تعبیر کیا جاتا ہے نبي یا پیغمبر کهتے هیں *

---

یهه تعریف نبي کي میرے گُمان میں بحث طلب ہے کیونکه یهه ایک نئي تعریف ہے جو خدا کے نبیوں کي حالت کے مُناسب نهیں ہے البته نیچري یا طبعي مُعلمونکي حالت کے کچھ کچھ مُناسب ہے پر وہ خدا کے نبي نهیں هیں اِسلئے میں اِس تعریف کي نسبت اپنے خیالات بھي ظاهر کرتا هوں *

لفظ صرف کي قید سید صاحب اِسلئے لگاتے هیں که نبي کي حد میں سے معجزہ یا پیشین‌گوئي کي طاقت کو ایسا خارج کریں که پھر

کوئي عيسائي نه کهے که حضرت مُحمد صاحب اور سب نيچري مُعلم نبي نهيں هيں اِسلئے که کوئي مُعجزه اور پيشين‌گوئي ظاهر کرنيکي اُن ميں قدرت نه تهي—مين کهتا هوں که نيچري مُعلمان ميں تو يهه ماده هرگز مطلوب نهيں ہے مگر اُن نبيوں ميں جو کهتے هيں که هم خدا کي طرف سے هيں يهه ماده جوازاً وقت کے مُناسب اور فرضاً بنياد کے وقت پايا گيا ہے *

اخلاقي و روحاني علم—يهه دونوں لفظ بهي کچهه شرح طلب هيں اِس‌ميں کچهه شک نهيں که هر نبي کي نبوت کا حقيقي منشا يهي ہے که لوگوں کو اخلاقي و روحاني تعليم دے کيونکه اِنسان اپنے نيچر ميں ايسي تعليم کا مُحتاج ہے *

ليکن هر شي کي تعريف اُسکي حالت کے مناسب کرنا چاهئے—نبيوں کا زور اگرچه اخلاقي و روحاني تعليم پر بهت تها مگر رسمي تعليم بهي اُن سے دي گئي ہے جو گهرے اِسرار پر مبني ہے *

علم اخلاق شريعت کا ايک بڑا حصه ہے اور دوسرا حصه شريعت کا رسوم شرعيه هيں سيد صاحب دوسرے حصه سے گويا چشم پوشي کرتے هيں حال‌آنکه نبيوں نے دوسرے حصه کي بهي تعليم دي ہے *

پهر اخلاق کي نسبت يهه فکر بهي واجب ہے که آيا نبي جو اخلاقي مُعلم ہے وه کس قسم کے اخلاق سکهلاتا ہے کيا محض اِس اِنساني بگڑي هوئي فطرت کے مُناسب يا اِلهي طبيعت اور مزاج کے مُناسب—ديکهو دُنيا کي اقوام مختلفه کے درميان تعليم اخلاقي ميں جو اِنهيں معلمان دُنيا سے ہے کس قدر تفاوت ہے پس اِس لفظ اخلاق کے ساتهه بهي کچهه قيد لگانا ضرور تها که اِلهي اخلاق يا طبعي اخلاق يا عقلي اخلاق کس قسم کے اخلاق وه سکهلاتا ہے *

روحاني علم—اِس لفظ کا تو بہت هي لمبا چوڑا مفہوم ہے روحاني علم کے معنے هيں روح کا علم يہہ علم کامل طور پر تو صرف خدا کو ہے کيونکہ اِنساني روح کي ماهيت کو جاننا کہ وہ کيا ہے پھر تمام بني آدم کي روحوں سے واقف هوکر اُنکي کيفيتوں اور عوارض لاحقہ کو پہچاننا اور مُہلکات و منجيات ارواح سے واقف هونا اور سب ارواح کي مقتضيات فطريہ سے آگاہ هونا اور اُن سب امور کے صحيح علم کي رعايت سے ارواح بني آدم کے لئے مفيد تعليم دينا يہہ کام تو صرف اُسي کا ہے جسنے سب روحوں کو پيدا کيا ہے کسي فرد اِنساني کے فطري ملکہ کا يہہ کام نہيں ہے *

---

پھر وہ کہتے هيں صداقت دريافت کرنيوالا شخص لفظ صداقت بمعنے صحت هوگا يعنے اخلاقي و روحاني علم کو صحيح طور پر دريافت کرنيوالا شخص نبي ہے—اگر يہي مطلب ہے تو بڑي مشکل لازم آئيگي جبکہ تمام دُنيا کے اخلاقي معلمان کو اور اُنکي تعليم کے تناقض و اِختلاف کو ديکھا جائيگا اور سوچا جائيگا کہ اُن ميں سے کس کس نے کس کس امر کي صداقت کو ٹھيک دريافت کيا ہے اورکس کس نے کہاں کہاں دهوکھا کھايا ہے اِس صورت ميں اُن نبيونکي ملکات فطريہ سے جسکے سبب وہ مُمتاز هيں ناظرين محققين ميں کچھ زيادہ قوي ملکات مطلوب هونگے تاکہ وہ اُنکي اِصابت اور خطا سے آگاہ هوکر اُن ميں سے بعض کو نبي قرار ديں اور بعض کو اِس رتبہ سے خارج سمجھيں *

---

پھر وہ فرماتے هيں کہ جس ميں اُسکي صداقت دريافت کرنيکا کامل ملکہ هو—ملکہ اِسکے معنے هيں طاقت يا قوت يا اِستعداد روحاني — اور يہہ ملکہ عام ہے کہ محض فطري هو يا اِکتسابي هو

جو اُس نے ترقي کرتے کرتے پیدا کیا ھو جسکا ذکر آیندہ رسالہ میں سید صاحب سے ھوگا بہرحال اُس شخص میں ملکہ ھو اور وہ ملکہ بھي کامل ھو *

قسم قسم کي قوتیں اور ملکات تو آدمیوں میں نظر آتي ھیں مگر ضعیف یا ایک دوسرے کي نسبت کچھ قوي حسب ترکیب اجزاء مادیہ فطریہ کے کامل قوت تو آج تک کسي معلول میں کہیں نظر نہیں آئي ھرایک قوت اور ملکہ میں ترقي کي گنجایش برابر رھتي ہے کبھي نہیں کہہ سکتے کہ بس اب اُسکے لئے ترقي کي گنجایش نہیں رھي جتنا پاتے ھیں اُس سے زیادہ اور بھي مانگتے ھیں جتنے بڑے عالم ھوتے ھیں اُتناھي زیادہ اپني ناداني سے واقف ھوتے جاتے ھیں ھاں کامل قوت صرف علۃالعلل میں ہے اور اُسي کا درجہ ہے کہ اُسي میں رہے پر سید صاحب کامل ملکہ ھر نبي میں کیونکر بتلاتے ھیں شاید کامل سے مُراد اُنکي قوي ملکہ ھوگا دوسرے لوگونکي ملکات کي نسبت *

لیکن کسي اِنسان کے ایسے قوي فطریہ ملکہ کي بھي ھرگز طاقت نہیں ھی کہ ایسے اخلاقي و روحاني علم پر جسکي کچھ شرح مین نے اُوپر سنا دي ھی حاوي ھوجاے *

یہہ ھوسکتا ہے کہ جتني طاقت اور ذھن میں رسائي کي قوت کسي کي ھو وہ اُس قدر اپني قوت سے کچھ دریافت کرکے کہے شاید اُس میں کچھ سچائي بھي اُسکے ھاتھ آجائے ارر مُمکن ہے کہ کچھ دھوکھا بھي کھائے اپني قوت کے ناکامل ھونیکے سبب اگرچہ کچھ قوي قوت ھو۔اِسي سبب سے تو آدمي خدا کي ھدایت کا مُحتاج ہے جو سب روحوں کا خالق اور ساري کامل خوبیوں کا سرچشمہ ہے ضرور ہے کہ وہ آپ بولکر بني آدم کي روحوں کو سیري بخشے *

پس نبي اپنے کسبي يا فطري ملکہ سے اِس مُہم کو ھرگز فتح نہیں کرسکتا جبتک کہ خدا کي روح اُسکي روح کے شامل حال نہوجائے کوئي نیچري نبي نہ تو اِلہي مزاج کے مُوافق اخلاقي تعلیم دے سکتا ہے نہ خدا کي روحاني علم کے بھید کھول سکتا ہے جیسا کہ چاھئے *

ملکات فطریہ کے مُعلم کیسے کیسے نامور جہان میں ظاھر ھوچکے ھیں اور دُنیاوي علوم میں اُنکي کیسي کیسي جید تعلیمیں موجود ھیں پر اخلاقي و روحاني علم میں کون کس مُلک میں پیدا ھوا ہے جسکي تعلیم بیبل کي اخلاقي و روحاني تعلیم سے افضل ھو اِسکا کیا سبب ہے یہي کہ خدا کا کام خدا ھي سے ھوگا اور ملکات فطریہ اِنسانیہ کا کام آدمیوں سے ھوسکتا ہے *

حاصل کلام آنکہ نبي کے لئے کسي فطري ملکہ کي قید جو سید صاحب لگاتے ھیں یہہ بیجا اور نا مُناسب اور محض غلط قید ہے نبي کے لئے یہہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کي روح اُسکي روح کے ساتھہ ھو اور وہ خدا سے تعلیم پاکر اوروں کو سکھلاوے نہ کہ مثل حُکما کے اپنے ذھن کي قوت سے باتیں نکالے — سید صاحب نے روح القدس کي رفاقت کو نبي کي حد میں سے بالکل نکال ڈالا ہے لیکن ھم ایسے شخصوں کو نبي نہیں مان سکتے *

---

پھر وہ فرماتے ھیں کہ — جو وحي و اِلہام سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنے اُس کامل ملکہ کا نام وحي و اِلہام ہے — یہہ نام سید صاحب نے چند روز سے تجویز کیا ہے جو ھرگز نہیں پھبتا پر خیر یہہ اُنکي مرضي ہے اگر وہ چاھیں تو دن کا نام رات رکھہ لیں لیکن جہان تو دنکو دن اور رات کو رات ھي کہیگا *

سید صاحب نبي کي ایسي تعریف کرتے ھیں جِس میں سب عقلي اخلاقي مُعلم بھي نبیوں میں شمار ھوجائیں اور وھي عزت

اُنکي بھي ھوجائے جو نبيونکي ہے پر يہہ مُحال ہے کيونکہ ھر درخت اپنے پھل سے معلوم ھو سکتا ہے کہ وہ کيسا ہے *

نبيوں کي کتاب بيبل ہے اُس ميں اُنکي کيفيت پوري پوري مرقوم ہے ارر لفظ نبي يا رسول اُنھيں کا لفظ ہے پس اُس رتبہ کے لوگوں کی تعريف اُسي کتاب سے معلوم ھوگي اُن ميں کوئي خاص وضع کي فطرت کا ملکہ پايا نھيں جاتا جو حالت سب دنيا کے آدميوں کي ہے اُن کي بھي تھي وہ فطرت ميں دوسروں سے مُمتاز نہ تھے نہ علوم ميں نہ ملک کي آب و ھوا ميں بلکہ کسي درجہ تک اِن باتوں ميں دنيا کي قوموں سے کچھ کم بھي تھے صرف يہہ بات اُنکے دعوے سے اور اُنکي کيفيت سے اور اُنکي تعليم سے اور اُنکي عجيب کاميابي سے دريافت ھو سکتي ہے کہ خدا تعالیٰ کي روح اُنکي روح کے نزديک آکر اُنھيں تعليم ديتي تھي تب وہ خدا سے سيکھکر آدميوں‌کو سکھلاتے تھے—اور جب تک خدا کي ساري مرضي ظاھر نھو چکي جو آدميوں کي نجات سے علاقہ رکھتي ہے تب تک وہ لوگ وقت بوقت ظاھر ھوتے رہے *

اُنھوں نے اخلاقي تعليم بھي دي ہے اور ايسي تعليم دي ہے کہ آجتک سب تعليم‌يافتہ لوگوں ميں بھي تعجب کا باعث ہے اور اِسکا سبب يہي معلوم ھوتا ہے کہ اُنکي اخلاقي تعليم نہ محض انساني پُرفتور فطرت کي مناسبت پر ہے مگر الھي مزاج اور طبيعت کي مناسبت پر ہے اور مزاج الھي کي مناسبت پر کون تعليم دے سکتا ہے وہ جو الھي مزاج سے واقف ہے کوئي ملکہ فطري جو ايک مخلوق اور فاني قوت ہے نامُمکن ہے کہ الھي مزاج سے کماحقہ واقف ھو يہہ خدا کي روح کا کام ہے کہ خدا کا مزاج آدميوں پر ظاھر کرے *

اُنھوں نے رسمي شریعت کي تعلیم بھي دي تھي اور اُسکي تکمیل بھي ظاھر کي ہے اُس میں بھي عجیب دلکش اسرار الٰھي کي تصویر دکھلائي ہے *

اُنھوں نے خدا کو اور اُسکي عزت کو اور اُسکي قدرت کو اور اُسکے ارادوں اور بندوبستوں کو اور اُسکي محبت کو اور اُسکي حکمت کو ایسا خوب ظاھر کیا ہے کہ مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک دنیا کے شروع سے آج تک کوئي آدمي کسي مُلک اور کسي قوم اور کسي زبان اور کسي زمانہ میں ایسا خوب ظاھر کرنیوالا پیدا نہوا جوش طبعي اور جوش علمي کے لوگ تو ھر طرف بہت پیدا ھوئے اور بہت سي باتیں سنائي گئیں پر اِن نبیوں سے سب مات ھو گئے کیونکہ خدا نے اُن میں ھوکے اپني روح سے آپکو آپ ظاھر کیا ہے *

اُنھوں نے اِیمان اور اُمید کي بھي تعلیم دي ہے جسکے بغیر اِنسان کا دل تسلي ھي نہیں پا سکتا ہے اگرچہ کیسي ھي اخلاقي تعلیم دي جائے پر اُس سے کیا نکلتا ہے یہہ کہ جیسا مجھے ھونا چاھئے مین نہیں ھُوں میرا انجام بخیر کیونکر ھوگا صرف اخلاقي تعلیم کامل اُمید پیدا نہیں کر سکتي مگر ایمان صحیح سے صحیح اُمید پیدا ھوتي ہے تب آدمي تسلي حاصل کرتا ہے *

اُنھوں نے نجات کي راہ یعنے اِس بگڑي ھوئي یا پُرفتور فطرت سے مخلصي پاکر الٰھي فطرت یا طبیعت میں داخل ھونیکي راہ بھي ایسي عجیب دکھلائي ہے جو نہایت دلکش اور موثر ہے غرض اُنھوں نے ھر طرح سے یہہ خوب ثابت کر دیا ہے کہ ھماري تعلیم کسي فطري قوت سے نہیں ہے جسکي دسترسي اس ساري تعلیم کي طرف ھو ھي نہیں سکتي بلکہ ھماري تعلیم خدا سے ہے

هم گويا اُسکے اور آدميوں کے درميان ترجمان هيں وہ اپني مرضي اپني روح سے خود هم پر ظاهر کرتا ہے اور هم آدميوں پر ظاهر کرتے هيں اور اِسکے ساتهہ وہ اپني قدرتوں اور تاثيروں اور اپنے خاصّوں سے جو وہ همارے وسيلہ سے ظاهر کرتا ہے هماري تعليم پر گواهي ديتا ہے کہ هماري تعليم کا منبع اور سر چشمہ وہ آپ ہے نہ هماري کوئي بشري قوت — پس نبي کي تعريف يہہ ہے کہ (وہ جو خدا کي روح سے بولتا ہے خدا کا نبي ہے) پر وہ جو اپني قوت سے بولتا ہے نيچري ہے نہ نبي اور خدا بطور خاص اُس کے ساتهہ نهيں ہے اِسيلئے تو وہ صرف اخلاقي تعليم کا ذمہ ليتا ہے کہ لوگوں سے کهے يوں کرو يوں کرو اور اپنے دلي خيالوں کو روحاني علم کهيگا اور نبيوں کي کتابوں ميں سے جو کچهہ اُسے پسند آئيگا انتخاب کرتا رهيگا تو بهي اِنسان کي روح کے تمام تقاضے اُسکي تعليم مُنتخبہ سے هرگز تکميل نہ پائينگے *

پهر اِن نبيوں ميں تين قسم کے لوگ نظر آتے هيں اور وہ سب نبي کي تعريف مذکورۂ بالا ميں مندرج هيں *

قسم اول کے وہ نبي يا رسول هيں جنکے وسيلہ سے اِلهي مرضي بيبل ميں ظاهر کي گئي ہے يعنے شريعت اور شريعت کي غايت دکهلائي گئي ہے اور اُس کے منجانب الله هونيکا ثبوت معجزوں اور پيشينگوئيوں اور عجيب تاثيروں سے کيا گيا ہے ايسا کہ گويا خدا نے اُن آدميوں کي نيچري قوتوں کے اُوپر اپنا هاتهہ کام کرتا هوا دکهلايا ہے ايسي قسم کے نبيوں سے بيبل دُنيا ميں مقبول هوئي ہے اگر يہہ لوگ صرف اخلاقي تعليم ديتے اور دوسري تعليمات معہ قدرتوں کے اُن سے ظاهر نهوتيں تو بهت مُشکل تها کہ بيبل دُنيا ميں ايسي مقبول هوتي *

دوسري قسم کے وہ نبي هيں جو روح القدس سے تو بولتے هيں پر قسم اول کے پيرو اور مقتدي هيں اور اُسي بُنياد پر جو قسم اول کے نبيوں سے ڈالي گئي ہے عمارت بڑھاتے هيں کلام اِلهي ميں وہ لوگ نبي زادے کهلاتے هيں نہ اِس لئے کہ نبيوں کي جسماني اولاد هيں مگر اِس لئے کہ روحاني اولاد اور اُنکي خدمتوں کے وارث هيں مُسلمان اُنکو ورثة الانبياء کهتے هيں وہ لوگ مدرسے رکھتے تھے اور جمع هوکر کلام اِلهي کي تلاوت کرتے اور کلام کي هدايتوں کو اپني روح اور چلن ميں حفظ کرتے اور دعائيں کرکے خدا کي روح اپنے لئے مانگتے تھے کہ مومنين کي جماعت ميں ديني مُعلم هوجائيں اُن ميں بعض کو خدا تعالىٰ اپني روح ديکر چن ليتا تھا کہ کلام کي خدمت کريں اِن ميں بعض کے وسيلہ کبھي کبھي حسب موقع کوئي معجزہ يا پيشينگوئي بھي ظاهر هوئي ہے اور بعض سے کچھ ظاهر نهيں هوا تو بھي کچھ ايسي خصوصيات اور تاثيرات سب ميں ظاهر هوئي هيں جن سے اُنکے عهد کے لوگوں کو معلوم هو گيا کہ خدا کي روح اُن ميں ہے جو نبي کے لئے شرط مقدم ہے پر کچھ ضرور نہ تھا کہ اُن ميں بھي ويسي هي قدرتيں اور تاثيريں ظاهر هوں جيسي قسم اول کے نبيوں ميں جو بُنيادي تھے ظاهر هوئي تھيں کيونکہ وہ کوئي نئي تعليم پيش نہ کرتے تھے جسکے ثبوت پر دلايل معلومہ کي ضرورت هوتي — پر چونکہ علتِ غائي يا مراد قسم اول اور دوم کے نبيوں کي ايک هي تھي اور ايک هي منبع اُنکي اور اُنکي تعليم کا تھا يعنے روح القدس اِس لئے يهہ اور وہ برابر نبي کهلائے *

قسم سيوم کے وہ نبي هيں جو خدا تعالىٰ کي عبادت روح القدس کے جوش اور تاثير سے کرتے تھے خدا کي حمد و ثنا گاتے اور اپني درخواستيں اور عرضيں اور شکرگذارياں بھي پيش کرتے تھے اور يوں

خدا سے همکلام هوتے تھے—یهه اِلهي تقرب کا مقام تھا اور قسم اول و دوم کے نبیوں کي خدمت کا حاصل تھا اِس لئے یهه لوگ بھي نبي کہلائے اور اِنکا یهه کام جو روح القدس سے تھا نبوت کہلایا دیکھو (پہلا سموایل ۱۰ باب ۵ و ۶ آیت * و پہلي تواریخ ۲۵ باب ۱ آیت و دوسري تواریخ ۲۹ باب ۳۰ آیت) *

قسم دوم اور قسم سیوم کے نبي برابر دُنیا میں پائے گئے هیں اور اِس وقت بھي کلیسیا میں موجود هیں اور همیشه پائے جائینگے قسم اول کے لوگ جو بُنیادي هیں بُنیاد کے وقت خدا سے بھیجے گئے تھے اور اب بھي اگر خدا تعالیٰ کسي وقت اپنے جلال کے لئے مُفید سمجھے تو ایسے کسي شخص کو پھر بھي پیدا یا مبعوث کر سکتا ہے—حقیقت میں تو تینوں قسم کے لوگ مساوي هیں اجر میں تقرب میں تهذیب اخلاق میں اِیمان میں اُمید میں روح القدس کي برکتوں کے پانے میں تسلي میں خوشي میں خدمت میں روحاني جنگ میں فتح میں زندگي میں روشني میں لیکن خدمتوں کے لحاظ سے ایک مفید مطلب کے ظاهر کرنیکو مین نے اُنکو تین قسموں میں بیان کیا ہے *

نبیوں کي یهه کیفیت جو بیبل سے ظاهر ہے معلوم کرنیکے بعد کیونکر کهه سکتے هیں که نبي صرف ایک اخلاقي و روحاني مُعلم هوتا ہے جو اپني قوت سے تعلیم دیتا ہے *

ایسا اخلاقي مُعلم مُمکن ہے که بےاِیمان اور بےاُمید اور بےتسلي بھي هو کیونکه اِیمان اور اُمید اور تسلي بھي اِنسان کي کسي قوت میں سے پیدا نهیں هو سکتي یهه چیزیں خدا کي روح سے پیدا هوتي هیں *

اور صرف اخلاقي مُعلم سے کیا نکلتا ہے یہہ کہ ہاے ہاے جیسا مُجھے ہونا چاہئے مین نہیں ہُوں شہوت کینہ غضب غرور خودغرضي وغیرہ میري نیچر میں ہے اور مین نیچر کا مغلوب ہُوں اخلاقي مُعلم کہتا ہے اِن خصلتوں کو چھوڑ دے یہہ کیسي اُلٹي ہدایت ہے کیا مین نے اُنہیں پکڑ رکھا ہے کہ چھوڑ دوں بلکہ اُنھوں نے مُجھے پکڑ رکھا ہے کہ میري فطرت میں ہوکے مُجھپر غالب ہیں وہ مُجھ چھوڑ دیں *

پس کوئي میري نیچر کو بدل دے تب مین مُعلم اخلاق کي ہدایتوں کو مان سکتا ہُوں مُعلم اخلاق اپني فطرت کي قوت میں سے میرے لئے ہدایتیں نکالتا ہے غلط ہوں یا صحیح پر وہ مُجھے کچھ قوت نہیں دے سکتا کہ مین اُٹھوں اور اُسکي ہدایت کے مُوافق کام کروں بلکہ وہ تو خود میري مانند اپني فطري بدي کا مغلوب ہے *

یہہ کام خدا تعالیٰ کي روح کا ہے کہ وہ ہدایت بھي کرتي ہے اور میري روح کے شامل حال ہوکے مُجھے قوت بھي بخشتي ہے تب مین اپني فطري بدي پر جو مُجھ پر غالب تھي غالب آتا ہُوں *

سید صاحب نے یہہ خیال کہاں سے نکال لیا کہ نبي اپني قوت سے صرف اخلاقي مُعلم ہوتا ہے اور کسي بات کي اُس میں کچھ ضرورت نہیں ہے جس کا نتیجہ یہہ نکلے کہ فُلاں صاحب بھي نبي ہیں اور فُلاں صاحب بھي نبي ہیں کیونکہ اخلاقي مُعلم ہیں اپني قوت سے اگرچہ اور کچھ اُن میں نہیں ہے *

یہہ بھي معلوم ہو جاے کہ قسم دوم اور سیوم کے لوگوں کو ہمنے کس دلیل سے نبي مان لیا ہے اور کیوں بیبل کي اِس ہدایت کو کہ وہ بھي نبي ہیں قبول کر لیا ہے کیا صرف اِس دلیل سے کہ وہ اخلاقي مُعلم ہیں ہرگز نہیں *

وہ اِس لئے مانے جاتے ھیں کہ قسم اول کے نبیوں کي ٹھیک بُنیاد پر عمارت بڑھاتے ھیں اور وہ بُنیاد مُعجزوں اور قدرتوں اور تاثیروں سے جو قسم اول کے لوگوں سے ظاھر ھوئیں خدا کي طرف سے ثابت ھوچکي ہے — دوم وہ اِس لئے بھي مانے جاتے ھیں کہ خدا کي روح اُنکي طبیعتوں اور مزاجوں میں موثر پائي جاتي ہے *

پس اگر وہ لوگ قسم اول کے نبیوں کے نقش قدم پر نہ چلتے اور کوئي دوسري راہ نکالتے اور کہتے کہ یہہ خدا سے ہے تو ضرور اُنسے خدا کي مُہر اُس نئي راہ کي صداقت پر طلب کیجاتي اور وہ ھرگز نہ دکھلا سکتے تب وہ بدعتي اور گُمراہ کہلاتے نہ نبي لیکن وہ خدا کے بندے تو اُسي بُنیاد پر جسکا خدا سے ھونا ثابت ھو چکا ہے سارے نبیوں کے ساتھہ قایم ھیں اور وھي روح اُن سب میں برابر بولتي اور موثر بھي ہے اِس لئے وہ نبي ھیں اور اُنکي اخلاقي تعلیم بھي اِسي لئے مقبول ہے — ھاں وہ اخلاقي مُعلم جو اپني قوت اِنساني سے بولتے اور دُنیا کي ھر سمت سے وقت بوقت اُٹھتے ھیں جن میں اُنھیں کے خیال اُچھلتے ھیں اور وہ آپس میں بھي اور نبیوں کے بھي مُخالف ھیں بلکہ اپنے ھي خیالوں کي ھر روز مرمت کیا کرتے ھیں نبي نہیں ھو سکتے اُن سے ضرور اِلھي مُہر جو پیشین گوئي اور معجزہ ہے طلب کیجائیگي اِس لئے کہ کسي آدمي کے خیالوں کي پیروي کرنا کسي دوسرے پر واجب اور فرض نہیں ہے پر خدا کي ھدایتوں کي پیروي کرنا سب پر فرض اور واجب ہے اگر وہ خدا سے مُعلم مُقرر ھوئے ھیں تو خدا کي رفاقت اپنے ساتھ دکھلائیں ورنہ اپنے گھر کو جائیں *

---

قولہ یہودي نبي کا لفظ ایسے شخص کي نسبت اطلاق کرتے تھے جو آیندہ کے واقعات کي پیشینگوئي کرتا تھا *

ایسي تخصیص تو یہودیوں کي ایماني کتاب میں پائي نہیں جاتي ہے کہ وہ صرف پیشینگوئي کرنیوالے هي کو نبي کہیں اُنکي کتاب میں قسم دوم اور سیوم کے لوگ بھي نبي کہلائے هیں اُنھوں نے کچھ پیشینگوئي نہیں کي جس کا ذکر اُوپر هو چکا اور هارون موسیٰ کا بھائي بھي (خروج ۷ باب ۱ آیت) میں نبي کہلایا ہے حال آنکہ وہ صاحب اِلہام بھي نہ تھا اور نہ اُس نے کوئي پیشینگوئي کي مگر وہ موسیٰ کا اِلہام بہ توضیح سنانیوالا تھا اور اوٗر کلام اِلٰهي کے واعظوں کي نسبت بھي نبي کے لفظ کا اِستعمال هوا ہے جو قسم اول کے نبیوں کا کلام سنانیوالے تھے نہ خود پیشینگوئیاں کرنیوالے (پہلے قرنتیوں کا ۱۴ باب ۱ و ۳ و ۴ آیت)* پس اِن سب مثالوں سے ناظرین دریافت کر سکتے هیں کہ اِس لفظ کے اِطلاق کے واسطے ایسي تخصیص یہودیوں میں نہ تھي *

مگر ایک اور تخصیص تھي جس کو سید صاحب هر جگھ دبا جاتے هیں اوٗر وہ یہہ تھي کہ صرف روح القدس سے تعلیم دینے یا عبادت کرنیوالے کو وہ لوگ نبي کہتے تھے تب پیشینگوئي کي تخصیص نہ تھي مگر روح القدس کي تخصیص تھي چنانچہ لکھا ہے (دوسرے پطرس کا پہلا باب ۲۱ آیت) * خدا کے مُقدس لوگ روح القدس کے بُلوائے بولتے تھے *

اور روح القدس تو همہ داں خدا تعالیٰ ہے اِس لئے اُس کا کلام زمانۂ ماضي اور زمانۂ حال اور زمانۂ اِستقبال کو بھي شامل پایا جاتا ہے اور اِس لئے نبیوں کے کلام میں پیشینگوئیاں بکثرت پائي جاتي هیں صراحتاً یا اِشارۃً یا کنایۃً (متي کے ۱۱ باب ۱۳ آیت) میں خداوند مسیح نے خود فرمایا ہے کہ سب نبي اور توریت نے یوحنا کے وقت تک آگے کي خبر دي ہے (لوقا کے پہلے باب ۷۰ آیت)

میں لکھا ہے جیسا اُسنے اپنے پاک نبیوں کي معرفت جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے کہا تھا *

پس اصلاح مردم کا مادہ اور پیشینگوئي و معجزہ کا مادہ قسم اول کے بُنیادي نبیوں میں تو برابر پایا جاتا ہے اور پہلا مادہ بُنیادي اور دوسرا مادہ اُس کا معاون رہا ہے اور دوم و سیوم قسم کے لوگوں میں دوسرے مادے کي کچھ فکر ھي کسي کو نہ تھي *

سید صاحب کہتے ہیں کہ پیشینگوئي کے مادہ کے سبب نبي کا اِطلاق ہوتا تھا یہہ تو غلط بات ہے صحیح یہہ ہے کہ صاحبِ رویا یا صاحبِ کشف ہونیکے سبب سے پہلے ایسے لوگوں کو عبراني میں روے کہتے تھے اور رویا و کشف صرف پیشینگوئي ھي پر منحصر نہیں ہے ہر تعلیم جو خدا سے ملتي ہے اور اِنساني روح پر کُھل جاتي ہے وھي کشف ہے اور جو کچھہ غیب سے روح پر ظاہر کیا جاتا ہے وھي رویا ہے *

پیچھے اِن لوگوں کا نام نبي رکھا گیا (پہلے سموایل کا ۹ باب ۹ آیت)* روے لفظ کي نسبت لفظ نبي میں بڑي وسعت ہے توبھي اُسکے لئے کوئي حد ہے اور حد یہہ ہے کہ روح القدس کے بُلوائے بولے خواہ تعلیم دے خواہ پیشینگوئي کرے *

سید صاحب کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ یہودي اُس شخص کو نبي کہتے تھے جو روح القدس کا بُلوایا بولتا تھا نہ فطري قوت کا اُبھارا ہوا *

---

قولہ مگر اِسلام میں کبھي یہہ لفظ اِن معنوں میں اِستعمال نہیں ہوا بلکہ نبي و پیغمبر مُرادف لفظ سمجھے گئے ہیں *

---

لفظ نبي عبراني لفظ ہے جسکو وہ نابي کہتے ہیں یہہ اِسلام کا

لفظ نہیں ہے اِسلام میں کوئي نبي کبھي ظاہر نہیں ہوا صرف حضرت مُحمد صاحب نے دعوىٰ نبوت کا کیا ہے جو آجتک ثابت نہوا پھر اِسلام کا اِستعمال اِس لفظ کي نسبت مُحقق کے سامنے کب مُعتبر ہو سکتا ہے تو بھي قرآن میں ایسا خیال مرقوم ہے کہ انبیا سے پیشینگوئیاں ہوئي ہیں جسکا ذکر مین آگے چلکر کرونگا *

قولہ اور معاد کے حالات بتلانے کے سبب اُن پر نبي کا اِطلاق ہوا ہے *

یعنے قرآن میں اِس لفظ کا اِستعمال نبیوں پر اِس لئے ہوا ہے کہ وہ معاد کے حالات بتلاتے تھے — دیکھو سید صاحب کے گُمان میں لفظ نبي کے درمیان کچھ پیشینگوئي کا مادہ موجود ہے کیونکہ حالات معاد بتلانا بھي تو پیش‌گوئي ہے اور اِسي کو وہ نبي کا وجہ تسمیہ بتلاتے ہیں تب اپني کوشش آپ برباد کرتے ہیں پر مینِ کہتا ھُوں کہ صرف یہي وجہ تسمیہ اور اِطلاق کي وجہ نہیں ہے اُنکے قول آیندہ کے ذیل میں وجہ اِطلاق کا ذکر کرونگا پر سید صاحب کے اِس قول سے تین نتیجے اُنکے خلاف نکلتے ہیں جو یاد رکھنے کے لایق ہیں ( اول ) علمِ غیب خدا کا خاصّہ ہے اور حالات معاد اُسي علم سے مُتعلق ہیں تب یا تو نبي لوگ خدا سے اِلہام پاتے ہیں یا علم غیب اُنکي ملکات اور خدا میں مشترک ہے ( دوم ) نبي کي تعریف اُنھون نے یہہ کي تھي کہ وہ اپنے خاص ملکہ سے صرف اخلاقي و روحاني علم کا دریافت کرنیوالا ہے پھر وہ اپنے حد سے بڑھکر حالات معاد میں کیوں دست‌اندازي کرتا ہے (سیوم) اگر نبي کا وجہ تسمیہ یہي ہے جو

سید صاحب نے بتلایا ہے تو اُسکا مُقدم کام یہي ہوگا جسکے سبب سے اُسنے یہہ لقب پایا ہے پھر سید صاحب اُسکے مُقدم کام کي نفي کیونکر کرتے ہیں اور اِسکي کیا دلیل ہے کہ نبي سے حالات معاد جو بیان ہوئے ہیں وہ دُرست بھي ہیں صرف یہي دلیل ہوسکتي ہے کہ نبي اپني اور اؤر پیشینگوئیوں میں جو قریب الوقوع تھیں صادق تھہرا ہے اِس لئے وہ جو حالات معاد کي نسبت پیشینگوئي کرتا ہے اُس بیان میں بھي سچا ہوگا ورنہ اُسکے بیان احتمالي ہونگے *

پھر سید صاحب اپني تفسیر القرآن جلد اول صفحہ ۲۸ میں نبي کي نسبت یوں تحریر فرماتے ہیں *

قولہ نبي کا لفظ یہودیوں میں زیادہ‌تر مُستعمل تھا وہ اُسکو لفظ نبا سے مُشتق کرتے تھے جسکے معني خبر دینے کے ہیں *

یہہ سچ ہے کہ یہہ لفظ یہودیوں کا ہے اور اُنھیں میں اِسکا استعمال زیادہ‌تر ہوا ہے اِسیلئے تو مین کہتا ھُوں کہ اُنھیں کے اِستعمالي محاورات میں سے نبي کي حد دریافت کرنا چاھئے پر سید صاحب اِسلام کے اِستعمال سے اِسکے لئے حد تجویز کرتے ہیں جنکا نہ یہہ لفظ ہے اور جن میں اِسکا اِستعمال بھي قلیل ہے کیا یہہ مُناسب تجویز ہے *

اور یہہ جو سید صاحب کہتے ہیں کہ یہودي اُسکو لفظ نبا سے مُشتق کرتے تھے دُرست بات ہے لیکن یہہ کہنا کہ نبا کے معنے خبر دینے کے ہیں اِس میں تصرف ہے کیونکہ لفظ نبا کے معنے عربي زبان میں خبر دینے کے ہیں عبراني میں یہہ معنے نہیں ہیں عبراني لغت میں اُسکے معنے یہہ لکھے ہیں اُبلنا یا اُبالنا — قدرتِ

اِلهي سے بھرپور کرنا—قدرتِ اِلهي سے بھرکر اُسے کلام یا فعل سے ظاهر کرنا—نبي بنّا—نبي بنکر بات کرنا—دیوانه سا بنّا *

خبر دینے کے معنے نهیں هیں لیکن عربي میں خبر دینے کے معنے هیں جیسے لفظ لحم عربي میں گوشت کو کهتے هیں عبراني میں اُسکے معنے روٹي کے هیں *

وه سب معنے جو عبراني میں هیں اُن سبکي اصل وهي اُبالنا هے جو ٹهیک ترجمه لفظ نبا کا هے—جیسے چشمه یا منبع پاني اُبالتا هے کسي غیر دباؤ سے یا جیسے کوئي فواره پاني اُچهالتا هے اُس دباؤ کي طاقت سے جو بلندي سے اُس میں موثر هے *

اِس کا حاصل یهه هے که زندگي کا پاني جسکا سرچشمه خدا تعالی آپ هے نبي کے دل سے بجوش نکلتا یا اُبلتا هے اور یهه کام خدا سے هوتا هے انبیا اور ورثة الانبیا کے دل مثل نهروں کے هو جاتے هیں اور تمام مومنین مقبولین کے قلوب حسب گنجایش ظرفي کے لبالب بهر جاتے هیں اور سب روحاني تقاضے تکمیل پاتے هیں اُسي سے دُنیا کي حدوں تک ایمانداروں کي روحوں میں زندگي اور سیرابي اور اخلاق و ایمان اور اُمید میں تازگي آتي هے *

اور یهه جتنے معنے لغتِ عبراني سے منقول هیں سب کے سب بیبل کے استعمالي محاورات سے ماخوذ هیں اور لفظ نبي کو اِنهیں سب معنوں کي حدوں تک وسعت هے اِس سے باهر اُسکو هرگز وسعت نهیں کیونکه باهر اُسکے جهوٹهے نبیوں کي حد آ جاتي هے سید صاحب اِس لفظ کي وسعتي حدوں سے باهر نکل گئے هیں ناظرین اِس مقام پر بهت سي فکر کریں *

دیکهو آپهي تو اِن صاحبوں نے لفظ نبا کے اصلي معنے چهوڑکر

ایک نئے معنے خبر دینے کے تجویز کئے جس سے نبي بمعنے خبر دهندہ بنا پھر یہودیوں کے اوپر اِلزام قایم کرتے ھیں کہ وہ آیندہ کي خبر دینیوالے کو نبي کہتے ھیں ایسا کہ اگر کوئي شخص آیندہ کي خبر نہ دے تو وہ نبي نہیں ھو سکتا کیا خوب الزام اور کیا خوب تحقیقات ہے *

قولہ وہ اِس بات کے قایل تھے کہ انبیا مثل نجومیوں کے دُنیا کي باتوں میں سے غیب کي بات یا آیندہ ھونیوالي باتیں بتا دیتے ھیں *

ایسي مکروہ تشبیہ یہودیوں کے ذھن میں ھرگز نہ تھي یہہ اُنپر تہمت ہے کہ وہ لوگ انبیا کو مثل نجومیوں کے خبر دھندہ سمجھتے تھے یہہ جو سید صاحب کہتے ھیں کہ (انبیا مثل نجومیوں کے) اِسکے کیا معنے ھیں آیا صرف خبر دھندہ ھونے میں مُشابہ نجومیوں کے ھیں یا اِنکي اور اُنکي خبریں صدق و کذب میں مساوي درجہ کي ھیں یا دونوں فرقے خبر دینے میں برابر طاقت و رتبہ رکھتے ھیں کیا مطلب سید صاحب کا اِس تشبیہ سے ہے *

اگر پہلا مطلب ہے تو خیر سچے اور جھوتھے صرف بولنے میں تو دونوں مساوي ھوتے ھیں یا جیسے خدا پرست اور بُت پرست پرست ھونے میں ضرور دونوں برابر ھوتے ھیں پر وجہ اِمتیاز خدا اور بُت میں پائي جاتي ہے ایسي تشبیہ سے تو کچھ مطلب سید صاحب کا نہیں نکل سکتا ہے *

تب یہہ تشبیہ یا تو ھر دو کي خبروں کے رتبہ کي نسبت ھوگي یا مُخبر کي طاقت و عزت کي نسبت ھوگي *

اگر کہیں کہ یہودي نجومیوں اور نبیوں کو برابر کي طاقت اور عزت کے شخص سمجھتے تھے تو یہہ اُنکي کتاب کے خلاف ہے (اِستثنا کے ۱۸ باب ۹ سے ۱۴ آیت تک) پڑھکے دیکھو کہ نجومیوں اور فال کھولنیوالوں اور رمالوں و ساحروں اور منتر پڑھنیوالوں کي کیسي تحقیر خدا نے اُنکے ذہن‌نشین کي تھي اور کہا تھا کہ ایسے کام کرنیوالے خدا کے سامنے نفرت کا باعث ہیں اور اِنھیں کراھتوں کے سبب کنعان کي قومیں برباد ہوتي ہیں اور تم وہاں بھیجے جاتے ہو تو پھر کیا یہودیوں نے اُنھیں مکروہ اور مردود لوگوں کے مثل اپنے مُقدس پیغمبروں کو بھي سمجھ رکھا تھا ہرگز نہیں پھر (دانيایل کا پہلا باب ۲۰ آیت و دوسرا باب ۲ سے ۴۸ آیت تک) کوئي پڑھکے دیکھے کہ طاقت اور قوت نجومیوں کي یہودیوں کے ذہن میں کہاں تک ذلیل اور خوار تھي اِن مقاموں سے خوب ثابت ہے کہ یہودیوں کے خیال میں نجومي لوگ بہت ذلیل اور بےعزت تھے اور اُنکي طاقت بھیدوں کے دریافت کرنے میں کچھ نہ تھي وہ جھوتھے اور حیلہ‌باز سمجھے گئے تھے جب سے آج تک وہ ایسے ہي سمجھے جاتے ہیں *

پھر اُنکي خبروں کي نسبت کہ کیا کیا خبریں کبھي نجومیوں نے دي ہیں اور وہ کیونکر پوري ہوئیں کہیں بیبل میں کچھ ذکر نہیں ہے البتہ نجومیوں سے ایسي خبریں نکلا کرتي ہیں کہ سورج گہن یا چاند گہن فُلاں تاریخ ہوگا یا فُلاں تاریخ دُمدار ستارہ نکلیگا یا بارش ہوگي وغیرہ پر یہہ پیشینگوئیاں نہیں ہیں مگر معمولي حساب کے نتایج ہیں *

پیشینگوئیاں خاص علم اِلہي سے علاقہ رکھتي ہیں اور کسي شیطان یا فرشتے کو یا اِنسان کي کسي قوت کو طاقت نہیں ہے کہ

اُنھیں دریافت کرلے جب تک خدا ظاہر نہ کرے پھر یہودي لوگ نبیوں کو مثل نجومیوں کے کیونکر سمجھتے تھے اِسکي شرح سید صاحب کے ذمہ باقي ہے *

یہہ کہنا کہ دُنیا کي باتوں میں سے غیب کي بات یا آیندہ ہونیوالي باتیں بتا دیتے ھیں — اکثر پیشینگوئیاں تو نبیوں کي دین کے بارہ میں ھیں اور دُنیا کے بارہ میں بھي کچھ ھیں اِس لئے کہ یہودیوں کا دُنیاوي اِنتظام بھي دین پر مبني تھا اور یہہ بھي مناسب تھا کہ دُنیا کي قریب‌الوقوع باتوں میں وہ صادق ثابت ھوں تاکہ دین کي بعیدالوقوع باتیں اُنکے مُنہہ سے سنکر قبول کي جائیں—نجومیوں کا دستورایسا ہے کہ جو کچھ اُن سے پوچھنےکو جاؤ وہ اِس بارہ میں کچھ نہ کچھ بکنے کو طیار ھیں اُنگلیوں پر کچھ گننا اور مُنہہ سے پُھس‌پُھسانا اور کچھ کہدینا اُنکا کام ہے نبیوں کا یہہ کام نہ تھا کہ جو کچھ اُنسے پوچھو وہ کہنے کو طیار ھوں صرف وہ بات جو خدا نے از خود اُن پر ظاہر کي یا اُنھوں نے تنگيِ کي حالت میں منت کرکے خدا سے دریافت کرنا چاھا اور خدا نے بھي چاھا کہ بتائي جائے کسي خاص جلالي فایدہ کے لئے تو اُسکا مکاشفہ اُنکو بخشا گیا ورنہ خیر *

مین نہیں جانتا کہ ھر نبي کي نسبت ایسا ھي خیال یہودیوں کا ھو جیسا سید صاحب کہتے ھیں اُنکا خیال تو یہہ تھا کہ نبي خدا کي روح سے دیني مُعلم ہے مُمکن ہے کہ اُس سے کبھي کوئي پیشینگوئي بھي ھو جاے *

سید صاحب اِس بحث کے اِس لئے درپے ھیں کہ مُحمد صاحب سے کوئي پیشینگوئي ظاہر نہیں ھوئي ہے پس وہ کبھي تو پیشینگوئي کو جس سے خدا کے علم غیب کا جلال ظاہر ھوتا ہے

نجومیوں کے ڈھکوسلوں سے تشبیہ دیکر حقیر ٹھہراتے ھیں کبھي نبي کي حد میں سے خارج کرتے ھیں کبھي تاویلیں کرکے تحریف معنوي سے اُسے برباد کرنا چاھتے ھیں پر یہہ تکلیف بیفائدہ ہے صرف یہہ کہنا کہ مُحمد صاحب نیچري نبي ھیں کافي ہے نیچري نبي سے کوئي آدمي معجزہ اور پیشینگوئي نہیں مانگتا ہے یہہ امور تو اُنسے طلب کئے جاتے ھیں جو خدا کے نبي ھیں سو جہاں وہ ھیں وھاں وہ چیزیں بھي حسب موقع موجود ھیں *

قولہ شاید اِتنا فرق سمجھتے ھوں کہ نجومي ستاروں کے حساب سے یا شیطانوں کے اسرار سے بتاتے تھے اور انبیا ربّاني کرشمہ سے *

شاید کا یہہ مطلب ہے کہ در حقیقت تو کچھہ فرق نہ تھا پر احتمال ہے کہ ایسا فرق سمجھتے ھوں—فرق کي نسبت تو سید صاحب کو احتمال ہے پر مساوات کے قائل ھونیکا اُنکو یقین ہے اِسکا جواب میں کیا دے سکتا ھُوں یہاں تو میں بند ھو گیا ھُوں لیکن ناظرین کي تمیز کچھہ جواب آپھي دیگي *

قولہ پس جو شخص کہ کوئي پیشینگوئي نہیں کرتا تھا اُسکو نبي یا پیغمبر نہیں کہتے تھے *

یہہ بیان بھي سید صاحب کا بالکل خلاف واقع کے ہے کیونکہ یہودیوں کي ایماني کتاب میں اِس لقب کے لئے پیشینگوئي کي ایسي تخصیص پائي نہیں جاتي بلکہ خلاف اِسکے وھاں تو گانیوالوں کو بھي نبي کہا گیا ہے مثلاً آسِفؔ کو حوزے کہا گیا ہے جو نبي کا پہلا نام ہے (دوسري تواریخ ۲۹ باب ۳۰ آیت) پھر آسف اور ھیمان اور یدوتون کے بعض بیٹوں کو نبوت کرنیوالا بتلایا گیا ہے

(پہلي تواريخ ۲۵ باب پہلي آيت) پھر هارون کو بھي يھ لقب ديا گيا ہے (خروج ۷ باب ۱ آيت و ۴ باب ۱۶ آيت) اور عابدوں کي ايک جماعت کو بھي نبيوں کي جماعت کہا گيا ہے (پہلے سموايل کا ۱۰ باب ۵ و ۶ آيت) يھ سب لوگ کچھ پيشينگوئي کرنيوالے نه تھے نه آينده کي خبريں دينيوالے پس اگر اِس لقب کے لئے پيشينگوئي کي ايسي تخصيص هوتي جيسي سيد صاحب زبردستي اُن ميں قايم کرتے هيں تو بيبل ميں يھ لوگ اِس نام سے مُلقب نهوتے *

البته روح القدس کي تاثير کي تخصيص اِس لقب کے لئے هميشه ضروري بات سمجھي گئي تھي مگر خاص پيشينگوئي کي تخصيص دوم و سيوم قسم کے نبيوں کے لئے هرگز نه تھي اور قسم اول کے لئے يہي اِلٰهي رفاقت کا نشان سمجھا گيا تھا خواه پيشينگوئي هو خواه کوئي اور معجزه *

---

قوله مگر اسلام اور مسلمانوں ميں يھ خيال نهيں ہے — وه اُن سب کو جن پر خدا نے وحي نازل کي ہے نبي جانتے اور پيغمبر مانتے هيں — گو که اُسنے کوئي بھي پيشينگوئي نه کي هو *

---

يعنے نبي کے لئے پيشينگوئي کا خيال اِسلام اور مسلمانوں ميں نهيں ہے — ميں کهتا هوں که تخصيص پيشينگوئي کا خيال تو نه اُن ميں ہے نه اِن ميں ہے مگر وجود پيشينگوئي کا خيال اُن ميں اور اِن ميں برابر پايا جاتا ہے يعنے بعض نبيوں سے ظهور پيشينگوئي کا خيال اِسلام ميں اور مسلمانوں ميں ضرور موجود ہے خصوصاً مُحمد صاحب کے خيال ميں يھ بات بستي ہے که ميري نسبت توريت اور اِنجيل ميں آگے سے خبر دي گئي ہے چنانچه سوره

اعراف کے ۱۹ رکوع میں ہے (الذي یجدونه مکتوباً عندهم في التوراة والانجیل) یعنے مُحمد وہ رسول اور اُمي نبي ہے جسکا ذکر لکھا ہوا اپنے پاس یہودي اور عیسائي توریت اور اِنجیل میں پاتے ہیں *

اور پھر سورۂ صف میں اِس سے بھي زیادہ تر صاف صاف یوں کہا گیا ہے کہ (مُبشراً برسول یاتي من بعدي اِسمه احمد) یعنے حضرت عیسیٰ نے کہا تھا کہ مین خوشخبري دینیوالا ھُوں ایک رسول کي جو میرے بعد آئیگا اُسکا نام ہوگا احمد *

یہہ بات تو سچ ہے کہ حضرت مُحمد صاحب کي نسبت ایسي پیشینگوئي کُتب اِلهامیه میں کہیں کوئي نہیں ہے اور یہہ بھي سچ ہے کہ حضرت کا یہہ خیال دُرست نہ تھا بعض ٹھٹھہباز یہودیوں یا اور کسي قسم کے دھوکھے کے سبب سے یہہ خیال پیدا ہوگیا تھا یا نیچري ملکہ نبوت سے نکلا ہو بہر حال خیال تو تھا *

پس بعض انبیا کي نسبت ظہور پیشینگوئي کا خیال تو البتہ قرآن میں اور حضرت مُحمد صاحب کے ذہن میں موجود ہے اور تیرہ سو برس سے مُفسرین قرآن حسب موقع مُحمد صاحب کي پیشینگوئیاں جن پر ہم یقین نہیں رکھتے حدیثوں سے نکال نکال سنا رہے ہیں اور اوٗر نبیوں کي پیشینگوئیوں کا ذکر بھي کرتے ہیں پس جبکہ یہہ حال ہے تو سید صاحب کو ایسا کہنا جایز نہ تھا کہ ایسا خیال اِسلام اور مسلمانوں میں نہیں ہے البتہ تخصیص کا خیال تو نہیں ہے سو یہودیوں میں بھي نہیں ہے اور وجود پیشینگوئي کا خیال وہاں اور یہاں برابر ہے *

مگر بڑے افسوس کي بات ہے کہ ایک اور تخصیص کا خیال جو یہودیوں اور عیسائیوں میں ہے اور واجب و فرض ہے کہ ہو

اِسلام میں تو وہ بھي نہیں ہے اور وہ ہدایت روح القدس کي تخصیص کا خیال ہے جو ہر نبي کے لئے شرط مُقدم ہے *

سید صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اُن سب کو جن پر خدا نے وحي نازل کي ہو نبي جانتے ہیں *

یہہ الفاظ تو بہت خوب ہیں اگر اپنے حقیقي معنوں میں مستعمل ہوتے لیکن وحي سے مُراد تو سید صاحب کي ایک فطري یا کسبي ملکہ ہے جیسے شاعروں میں شعرگوئي کا ملکہ ہوتا ہے — اور نازل سے مُراد سید صاحب کي کیا ہے خیالي اُتار چڑھاو ہے یعنے نہ یہہ کہ خدا سے کچھہ آ گیا مگر اُسي شخص کے دلکے خیال ہیں جو اُسکے اندر اُچھلتے ہیں تحریک طبعي سے نہ تحریک خارجي سے اور خدا نے یہہ کیا ہو اِس سے مُراد سید صاحب کي یہہ ہے کہ خدا نے اُسے ایسا ہي پیدا کر دیا *

اِس صورت میں ہم سید صاحب کے فقرۂ بالا پر فریفتہ نہیں ہو سکتے بلکہ صاف سمجھتے ہیں کہ روح القدس کي تخصیص نہیں ہے مگر طبعي قوت کي تخصیص ہے پس جس تخصیص سے سید صاحب یا بعض اور مُحمدي بھي نبیوں کو نبي بتلاتے ہیں اُس تخصیص سے ہم اُنکو نبي نہیں مان سکتے *

اور جس تخصیص سے انبیا کو ہم انبیا جانتے ہیں اُس تخصیص سے نہ مُحمد صاحب نبي ہوتے ہیں اور نہ تمام فطري یا نیچري مُعلم *

اور یہہ کہنا کہ گو اُسنے کوئي بھي پیشینگوئي نہ کي ہو — اچھي بندش ہے مُحمد صاحب کے لئے کیونکہ اُنسے کوئي پیشینگوئي ظاہر نہیں ہوئي — کیا کوئي اور معجزہ دکھلایا سو بھي نہیں تعلیم

کس مخرج سے نکالي طبيعت کے مخرج سے نہ خدا کي روح سے کيا انبياء سلف کے نقش قدم پر چلتے اور اُنکے اُصولوں کو تھام رکھتے ھيں ھرگز نہيں ايسے شخص کو ھم نبي نہيں جانتے مگر اھل اِسلام نبي کہتے ھيں *

---

قولہ بلکہ مذھب اِسلام تو يہہ بتاتا ہے کہ لايعلم الغيب الاھو *

---

يہہ بات تو سب بتاتے ھيں اور يقيناً سچ ہے اور اِسي سبب سے نبي کي پيشينگوئي جب پوري ھوتي ہے تو يقين ھوتا ہے کہ خدا اِسکا مُعلم ہے ليکن نبيوں کي نسبت پيشينگوئي کا خيال اِس اِعتقاد کے منافي نہيں ہے کيونکہ اِس سے نہ خدا کا علم غيب مُنقسم ھو جاتا ہے نہ نبي دوسرا عالم الغيب ھو جاتا ہے يہہ فقرہ سيد صاحب نے بےمحل پيش کيا ہے *

---

قولہ يہي سبب ہے کہ قرآن مجيد ميں ھر ايک صاحب وحي کو نبي يا پيغمبر کہا گيا ہے *

---

پيغمبر کا لفظ تو فارسي ہے قرآن ميں رسول کہا گيا ہے سيد صاحب اُسکا ترجمہ بتلاتے ھيں *

ليکن قرآن ميں تو حضرت مُحمد صاحب کو بھي نبي کہا گيا ہے اور سيد صاحب ھي کا قول ہے کہ خدا سے کچھ نہيں آتا ہے پر اُسي شخص کے دلي خيالات کو وہ وحي سمجھتے ھيں — پھر قرآن ميں تو حضرت اسماعيل کو بھي نبيوں ميں شمار کيا ہے حال آنکہ اُنکي وحي نہ فطري نہ آسماني کبھي ديکھنے اور سنے ميں نہيں آئي — وھاں تو لوط کو بھي نبي سمجھا گيا ہے اور يعقوب کے بارہ بيٹوں کو بھي نبي خيال کيا گيا ہے اُن ميں تو صرف

ایک هي بیٹا یوسف صاحب اِلهام نبي تها جسنے کال کي بابت اور خروج بني اسرائیل کي بابت پیشینگوئي بهي کي تهي کیونکه خدا کي روح اُس میں تهي پس یهه فقره که قرآن میں هر ایک صاحب وحي کو نبي کها گیا هے میرے خیال میں دُرست نهیں هے — دُرست یهه هے که قرآن میں هر ایک صاحب وحي کو اور اُسکو بهي جو وحي دهنده هے یعنے یسوع مسیح کو اور بعض نیچري یا طبعي مُعلموں کو اور بعض اُن راستباز آدمیوں کو بهي جو صاحب وحي نه تهے نبي کها گیا هے *

قوله جن میں سے اکثر کو جیسے داؤد و سلیمان کو یهودي نبي نهیں کهتے *

یهه فقره بهي دُرست نهیں هے کیونکه یهودیوں کو یقین هے که داؤد نے خدا کي روح کي هدایت سے بعض زبوروں کو لکها هے اور سلیمان نے اپني کتابیں اُس خرد کي روح سے جو خدا تعالیٰ نے اُسے کثرت سے بخشي تهي لکهي هیں اور روح القدس سے بولنا نبي کي شرط مُقدم هے نه پیشینگوئي پر اِن لوگوں نے تو پیشینگوئیاں بهي کي هیں *

دیکهو پطرس رسول قوم یهود میں سے تها وه سب یهودي عیسائیوں سے کیا کهتا هے (اعمال کا پهلا باب ۱۶ سے ۲۰ آیت تک) اُسکا مکان اُجڑ جائے اور اُس میں کوئي بسنیوالا نه رهے اور اُسکا عُهده دوسرا لے — پطرس کا مطلب یهه هے که یهه پیشینگوئي هے جو روح القدس نے داؤد کي زباني یهودا اِسکریوطي کے حق میں پهلے سے کي تهي سو پوري هو گئي پهر (اعمال کے ۲ باب ۳۰ آیت) میں کهتا هے که داؤد نبي تها اور جانتا تها که خدا نے اُس سے قسم

کھائي ہے کہ مسیح اُسکي اولاد سے ظاہر ہوگا پس داؤد کا روح القدس سے بولنا اور پیشینگوئي بھي کرنا قسم اول کے ایک یہودي پیغمبر هي کي زباني با دلیل ثابت ہے *

اِسکے سوا (متي ٢٢ باب ٤١ سے ٤٦ تک دیکھو) مسیح خداوند عُلماء یہود سے کہتا ہے کہ داؤد روح القدس کے بتانے سے کیونکر اُسے (یعنے مُجھے) خداوند کہتا ہے یہاں داؤد کي پیشینگوئي کا بھي ذکر ہے اور روح القدس سے تعلیم پانے کا بھي ذکر ہے اور اُس سے ذکر کیا گیا ہے جو سارے یہودیوں کي اُمید ہے اور عُلماء یہود کے سامنے ذکر ہے جسکے جواب میں وہ ایک حرف نہیں بول سکتے — اُنھوں نے کیوں نہ کہا کہ داؤد نے روح القدس نہیں پائي اور کوئي پیشینگوئي نہیں کي بلکہ وہ تو بالاتفاق کہتے ہیں کہ مسیح اِبن داؤد ہوگا اِسلئے کہ اُنھیں داؤد کي پیشینگوئي پر یقین ہے *

پھر (پہلے سلاطین ٢ باب ٥ سے ١٥ آیت تک دیکھو) کہ خدا تعالیٰ سلیمان پر خواب میں ظاهر ہوکے همکلام هوا اور سلیمان نے اُس سے دانش مانگي اور خدا نے اُسکو ایک عاقل و سمجھدار دل عنایت کیا اور یہہ دانش جو خدا نے اُسے اپني روح سے بخشي تھي اُسکي تصنیفات میں ظاهر ہے — پھر خدا نے سلیمان کو اپني هیکل کي تعمیر کے لئے چُن لیا جسکي عمارت ایک حیرت افزا حکمت پر مبني ہے جسکا عجیب نقشہ خدا نے داؤد کو بتلایا تھا اور داؤد نے سلیمان کو سمجھایا تھا تو بھي سلیمان کا جي ڈر گیا تھا کہ خدا کا مسکن اُسکي مرضي کے مُوافق مین کیونکر بنا سکتا هُوں پر خدا تعالیٰ اپني روح سے اُسکے ساتھ هوا اور تمام کاریگروں کو بھي روح القدس عنایت هوئي تھي تب وہ کام انجام کو پہونچا (پہلي تواریخ ٢٨ باب ١٩ سے ٢١ آیت تک) *

اِس میں کچھہ شک نہیں کہ خدا کا روحاني مسکن تمام مومنین مقبولین کي ارواح کا مجموعہ ہے جو تمام پیغمبروں کي روحاني خدمت اور اِلہامات کي تاثیروں سے طیار ہو رہا ہے یہہ ھیکل جو سلیمان سے بنوائي گئي بعینہ اُس مسکن کي تصویر تھي تب ظاھر ہے کہ اِسکي تعمیر کے لئے سلیمان کہاں تک روح القدس کي ھدایت کا مُحتاج تھا سو اُسنے اِس کام کے لئے بہتایت سے روح پائي اور کام کو انجام تک پہونچایا *

اور روح القدس کي ھدایت سے بہت کچھہ لکھا بھي اور جیسے روح القدس کي ھدایت ہر زمانہ کي نسبت عام ھوتي ہے سو بھي اُسکي تصنیفات میں ہر زمانہ کا ذکر ہے ھاں اُسنے بہت سي پیشینگوئیاں بھي کي ھیں مگر نہایت گہري نظر سے کلام میں پختہ حواس کے اشخاص دریافت کر سکتے ھیں *

اِسکے سوا سلیمان سے وجوباً پیشینگوئي اور معجزہ کي بابت سوال بھي نہیں کر سکتے ھیں کیونکہ وہ کوئي نئي تعلیم دھندہ نہ تھا وہ موسیٰ کي شریعت کا فرمانبردار تھا اور یہودي لوگ قسم دوم و سیوم کے نبیوں میں اِسي علامات کے جویاں نہ تھے *

پس سید صاحب جو اپني مثال میں اِن دو نبیوں کا نام لیتے ھیں یہہ دُرست نہیں ہے اُنکو اپني مثال میں نام لینا چاھئے تھا مُحمد صاحب کا یا لوط کا یا اسماعیل کا یا یعقوب کے گیارہ بیٹوں کا نہ اِن سچے نبیوں کا جنکا کلام نبوت کے کلام میں مُجلد ہر عام خاص کے ھاتھہ میں شروع سے آجتک موجود ہے فقط والسلام *

راقم

بندۂ عاجز عمادالدین لاھز از مقام امرتسر

۳ جولائي سنہ ۱۸۸۲ ع